علمائے دیوبند کی نظر میں

ترتیب

حکیم اللہ بخش انصاری اسعد نظامی

ناشر

ابوالحامد محمد اختر رضا القادری

دار الکتب حامدیہ رضویہ عارف والہ

نام ——— مرثیہ گنگوہی علمائے دیوبند کی نظر میں

ترتیب ——— اسعد تقانی

کتابت و سرورق ——— قاری خوشنویس خانیوال

———

ناشر ———

بار اوّل ——— ۱۳۹۵ھ

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۹ روپے

پیش لفظ

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دیوبندی حضرات کی یہ زیادتی ہے کہ وہ دوسروں کے خلاف تو شرک و بدعت کا لٹھ لیے پھرتے ہیں لیکن انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی ان کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کرے تو وہ اپنی کبھی غلطی تسلیم کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے اور اُلٹا اپنے مخلص ناصح کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

لُطف بالائے لُطف یہ ہے کہ جس غلطی و بے ادبی کو دیدہ دانستہ کبھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اگر وہی چیز ان کی کتابوں اور پیشواؤں کے نام و القاب کے بغیر ان کے مفتیوں سے دریافت کی جائے تو پھر کوئی تحریر مخالف تصور کر کے جھٹ فتوے رسید کرتے ہیں۔ ایسا تماشہ اگرچہ ان کے ہاں بارہا ہو چکا ہے مگر ہم ان کے ایک تازہ تماشہ سے آپکو روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے فوت ہو جانے کے بعد دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے ان کا مرثیہ لکھا جو بارہا شائع ہو چکا ہے اس مرثیہ میں مولوی محمود الحسن نے ایک طرف توجی بھر کر شانِ رسالت و مقامِ نبوت کی توہین و تنقیص کی اور دوسری طرف مولوی رشید احمد گنگوہی کی منقبت میں ایسی ایسی باتیں لکھیں جسے دیوبندی حضرات ...... شرک و بدعت اور حرام و ناجائز وغیرہ گردانتے ہیں۔

چنانچہ مرثیہ گنگوہی کے بعض ایسے اشعار کے متعلق جب دیوبندی مفتیوں سے بغیر اظہار نام کے

استفسار کیا گیا تو انہوں نے اشعار پر سخت گرفت کی۔ حالاں کہ اگر رشید محمود کا نام لے کر ان سے دریافت کیا جاتا تو ان کا قلم کبھی حرکت میں نہ آتا اور اب بھی ہم لکھے دیتے ہیں کہ دیوبندی مفتیوں کے فتوے کے باوجود اب بھی دیوبندی اپنے اکابر کی غلطی و بے ادبی کبھی تسلیم نہیں کریں گے اور ناواقفیت میں جن مفتیوں نے فتوے لکھ دیا ہے۔ وہ بھی کبھی اس غلطی کو غلطی ماننے کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے۔

مرثیہ کا حکم : قبل اس کے کہ ہم مرثیہ دیوبند کے متعلق علما دیوبند کے فتاوے کا انکشاف کریں ہم پہلی منزل میں خود مرثیہ کے متعلق دیوبندی تضاد بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مرثیہ کے متعلق خود مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوے ہے۔ نمبر۱ مرثیہ خواں فاسق ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۳۹)

نمبر۲ شہیدان کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ کراچی)

رسالہ حارق الاشرار جو کہ تقویۃ الایمان کے ساتھ کتب خانہ فاروقی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان سے شائع ہو چکا اس کے صفحہ نمبر ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ مرثیہ کہنا مجوسیوں کا شعار ہے۔

یہ ہے دیوبندی تحقیق و دیانت کہ دوسروں کے لیے شہیدان کربلا رضی اللہ عنہم کا مرثیہ بھی جلا دینا یا دفن کرنا ضروری اور مجوسیوں کا شعار اور اپنے مولانا اس دنیا سے رخصت ہوں تو ان کے مرثیہ کی باقاعدہ تصنیف و اشاعت سب روا۔

اسعد نظامی

اب آئیے مرثیہ گنگوہی کے متعلق علمائے دیوبند کے فتاوے کی طرف مرثیہ گنگوہی کے ایک شعر میں مولوی محمود الحسن نے رشید احمد گنگوہی سے متعلق کہتا ہے :

① حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی صہ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

اس شعر میں رشید احمد گنگوہی کو روحانی و جسمانی حاجت روا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب اس شعر کے متعلق مفتیانِ دیوبند سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے حسب ذیل جواب دیا۔

جامعہ اشرفیہ لاہور : کے مفتی جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں :-

قبلہ حاجات روحانی و جسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری و اجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے توبہ فرض ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ سب حوائج پوری کر دیں گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اور دن کے یہاں نہیں۔ شعر یوں پڑھیئے۔

حوائج دین و دنیا کے فقط اللہ سے لیں گے
وہی ہے قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

فقط جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور ۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ

مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی

کے مفتی عبد الرشید صاحب لکھتے ہیں:۔

حاجت روا خواہ حاجات دنیوی ہوں یا اُخروی ہوں صرف اللہ تعالےٰ ہے اور کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو حقیقۃً حاجت روا سمجھے وُہ بحکم قرآن حکیم مُشرک ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اُنداداً یحبون نھم کحب اللہ الی اخر الآیات ھذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عبد الرشید مفتی دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۸ رشعبان ۱۳۹۳ھ

مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی دبہاول نگر)

کے مفتی عبد اللطیف صاحب لکھتے ہیں:

کہ اس قسم کے موہم شرک اشعار سے احتراز کرنا چاہیئے تاکہ عوام الناس کے عقائد خراب نہ ہوں لیکن چونکہ اس میں ایسی توجیہات ہوسکتی ہیں جو کفر نہیں ہیں اسواسطے اس کے پڑھنے یا نظم کرنے والے پر فتوے کفر نہیں لگایا جاسکتا۔ احقر عبد اللطیف مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی ۲۳ رشوال ۱۳۹۳ھ

مدرسہ نعمانیہ پشاور

کے مفتی روح اللہ لکھتے ہیں کہ، اگر شاعر کا یہی عقیدہ ہو کہ بالذات روحانی و جسمانی حاجات پورا کرنے والا ہے اعاذنا اللہ تو شرک کا خوف ہے اور اگر مجازاً بھی کہے تو بھی احتیاط کے خلاف ہے؎ وہ الفاظ جو موہمات شرک ہوتے ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے ہمارے علماء دیوبند لفظ

؎ چنانچہ علم کلام کے مسلم اصول ہیں۔

قبلہ بھی محاسن خطاب سے نہیں ٹھہراتے ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

روح اللہ دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی تحصیل چارسدہ پشاور ۱۹ر ۱۱ر ۱۳۹۳ھ

مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ ، سے مفتی محمد خلیل لکھتے ہیں :۔

بظاہر اس شعر کا مطلب غلط ہے اس کو نہیں پڑھنا چاہیئے ۔

محمد خلیل مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ ۱۲ر ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ

مدرسہ قاسم العلوم ملتان ، سے مفتی محمد انور لکھتے ہیں :۔

اس قسم کی مبالغہ آمیزی کرنا جو بظاہر حدود شرعیہ سے تجاوز ہے درست نہیں بدلیل لاتطروف المدیث تبادیل لیے کلمات کا مطلب اگرچہ درست بیان کیا جاسکتا ہے لیکن عام محفلوں میں اس قسم کے اشعار کہنا درست نہیں احتراز لازم ہے ۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۶ر ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

مرثیہ گنگوہی کے ایک شعر کے جواب میں چھ دیوبندی مفتیوں کا فتوے قارئین کے پیش نظر ہے جس کے مطابق مرثیہ گنگوہی کا مذکورہ شعر تبدیلی کا مستحق ہے شرک ہے کفر ہے موہم شرک ہے اور عوام الناس کے عقائد کی خرابی کا ذریعہ ہے حدود شرعیہ سے متجاوز ہے اور پڑھنے کے قابل نہیں ، مفتیان دیوبند کے بقول یہ شعر کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ۔ مفتی جمیل احمد تھانوی نے شعر میں عملاً ترمیم کر کے صاف لکھ دیا ہے کہ فقط اللہ ہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہے مگر اس کے باوجود یہ شعر ابھی تک مرثیہ گنگوہی میں چھپ رہا ہے ۔

(۲)

ے زباں پر اہلِ ہوا کی ہے کیوں اُعل و ہبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی!

(مرثیہ گنگوہی ص۲ مصنف مولانا محمود الحسن دیوبندی)

اس شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہا گیا ہے بانیٔ اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہوگا یا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے ثانی ہوئے یا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ظاہر ہے کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں اس لیے تسلیم کرنا پڑے گا کہ مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو اللہ تعالیٰ یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل قرار دے کر خدا اور رسول کی شان میں توہین کی۔ جب دیوبندی مکتبۂ فکر کے مفتی صاحبان سے اس شعر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے حسب ذیل جواب دیا :۔

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ راولپنڈی : کے مفتی محمد امین صاحب لکھتے ہیں :۔

شعرا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والشعراء یتبعھم الغاؤن الآیۃ شعراء اس قسم کی بے تکی باتیں کرتے ہیں جس سے مراتب کا لحاظ کھو بیٹھتے ہیں۔ بانیٔ اسلام صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کسی اور کے متعلق اس قسم کی بات کہنا سراسر شریعت کے خلاف ہے۔
احقر قاری محمد امین عفا اللہ عنہ، مدرس دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپ راولپنڈی یکم ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

دارالعلوم اسلامیہ سوات کے مفتی محمد ادریس لکھتے ہیں :۔ کہ

اس شعر سے صاحب مزار کو صفات نبوی ثابت کرنا ہو حتیٰ کہ صفت رسالت بھی، تو یہ قول کفر

ہے کیوں کہ قرآن میں خاتم النبیین آپ کی صفت موجود ہے۔ پس دوسرے نبی کا دعوے کرنا نصِ قطعی سے مخالف ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اگر مراد جمیع صفات کمالیہ محمدیہ میں سوائے نبوت کے ہے تو یہ قول فسق اور مخالف اہلِ سنت والجماعت ہے۔ اور اگر مماثلت صورت ظاہری میں یا اور ایک صفت خاصہ غیر النبوۃ ولوازمہا سے ہے تو یہ امر شرعاً مستبعد نہیں مگر یہ امر محتاج اثبات طلب ہے بغیر تحقیق کے یہ دعوے بھی جائز نہیں، ہاں صورت ثانی وثالث میں اگر مقام مدح ہو تو کوئی حرج نہیں مگر خلافِ اولیٰ ہے بے ادبی ہے۔ فسق وفجور کی وجہ سے۔ الجواب صحیح محمد ادریس صدر دارالعلوم اسلامیہ چار باغ

الجواب صحیح محمد منیر خان غفرلہٗ مدرسہ اسلامیہ چار باغ سوات ۱۴-۲-۰۹

ہذا الجواب صحیح خونہ گل نائب صدر

---

(۳۳)

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسفِ ثانی

(مرثیہ گنگوہی ص۳)

اس شعر کے متعلق علمائے دیوبند کا فتوے ملاحظہ ہو۔

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کراچی کے مفتی محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں کہ۔

اس قسم کے اشعار کو شریعت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس قسم کے اشعار کی وجہ سے ہی شریعت نے شعراء کو گمراہ لکھا ہے کہ وہ خیالات کی وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دیکھئے سورہ شعراء کا آخری رکوع پارہ ۱۹۔ شریعت کے نظر میں شعر کی وقعت

ہے جس سے دین کی خدمت ہو اور موافقت ہو اور باقی جو واہی تباہی اشعار ہیں ان کی شریعت میں سخت مذمت ہے۔ یہ شعر بھی انہیں اشعار میں شامل کر لیں جو شریعت کو ناپسند ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب محمد اسماعیل غفرلہٗ مدرسہ عربیہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی پاکستان ۱۴ ذیقعدہ ۹۲ھ

ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ بقول حضرات دیوبند ہم سنیوں نے انہیں بدنام کیا، یا کہ خود ان کے آوارگی قلم نے انہیں تباہ کیا۔ کہنے والے نے کتنے پتے کی بات کہی ہے

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور یہ کہیں اپنوں کا ہی کام نہ ہو

(۴)

خدا اُن کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی ص)

مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے مفتی عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں کہ۔

یہاں اس بزرگ پر مربی کا اطلاق بمعنی تعلیم ظاہر یا باطن ہر دو کے ہے فلہذا بصورت مراد اس کے کوئی خاص بڑی حرج نہیں ہے البتہ ایہام ہے کہ وہ تنزیہ کے درجہ میں ہے۔ بر طا عوام میں ایسے موہم الفاظ سے احتراز مناسب ہوتا ہے اور اگر عقیدہ فاسد ہو اور غلط معنی میں اس کو استعمال کیا جائے تو جائز نہ ہوگا۔ ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۷ رجمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

(۵)

؎ جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبے تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ گنگوہی صٓث)

دارالعلوم سرحد پشاور کے مفتی عبداللطیف صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

از روئے شریعت جائز نہیں کیوں کہ جو تاویل ممکن ہے وہ مراد شاعر نہیں اور جو مراد شاعر ہے وہ جائز نہیں، زیادہ سے زیادہ جو تاویل ممکن ہو سکتا ہے وہ وہ ہے جو کہ شرح عقائد ص۹۵ پر لکھا ہے وتحقیقہ ان صرف العبد قدرتہ وارادتہ الی الفعل کسب وایجاد اللّٰہ تعالیٰ عقیب ذلک خلق یعنی کسب عبد مقدم ہے ایجاد رب پر یا ایجاد رب بعد کسب عبد ہے لیکن یہ معنی مراد شاعر نہیں کیوں کہ اس معنی کے لحاظ سے صاحب قبر کی عظمت ثابت نہیں ہوتی یہ معاملہ تو ہر عبد کے ساتھ ہے شاعر کا مطلب صاحب قبر کی عظمت ہے۔ جیسا نصف آخیر (میرے قبلہ میرے کعبہ؟) اس وال ہے تو عظمت تو یہ ہے کہ العیاذ باللہ حضرت حق تابع ہے اور صاحب قبر متبوع اعاذنا اللّٰہ منہ اور اللہ بچائے، آخر صاحب قبر پیغمبر تو نہیں کہ معصوم ہو آخر کبھی تو کوئی گناہ کر لیا ہوگا تو گناہ کی صورت میں یہ کیا حکم ہوگا۔ ؎ جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا

اور قطع نظر معیار شرع سے ویسا بھی یہ کلام ردی اور ساقط الاعتبار ہے کیوں کہ آخر الکلام معارض ہے اول کلام سے۔ نصف اول سے معلوم ہوتا ہے کہ العیاذ باللہ صاحب قبر متبوع ہے اور حق تابع، اور نصف اخیر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب قبر تابع حق ہے کیوں کہ کہتا ہے

میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

کہا جاتا ہے رجل حقانی یا رجل ربانی یعنی تابع حق یا تابع رب. خلاصہ یہ ہے کہ شعر مذکور کا کہنا از روئے شرع ممنوع ہے اس سے تائب ہونا چاہیئے. فقط

مفتی دارالعلوم عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ محمد ایوب بنوری غفرلہٗ

ہمارا جہاں تک خیال ہے کہ مولوی محمود الحسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند اس شعر کے متعلق توبہ کیے بغیر ہی اس دُنیا سے رخصت ہو گئے کیوں کہ ابھی تک توبہ نامہ شائع نہیں ہوا اور نہ ہی اس شعر کو مرثیہ سے نکالا گیا ہے ؎

کچھ نہ صیاد کا شکوہ نہ گلچیں کا گلہ
اپنے ہاتھوں سے جلایا ہے نشیمن اپنا

---

(۶)

چھپائے جامۂ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہی عریانی

(مرثیہ گنگوہی صہ)

مدرسہ [illegible] مظفر گڑھ کے مفتی محمد حسن صاحب اس شعر کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

یہ شعراء کا تخیل ہوتا ہے درست یا نہ درست کی پرواہ نہیں کرتے و الشعراء یتبعھم الغاوٗن اگر شاعر کا خیال عریانی سے ننگا پن ہے کہ باوجود کفن کے بھی وُہ ننگا ہے تو یہ بھی ولی کی توہین ہے حالاں کہ کفن ستر کے لیے شریعت نے مقرر کیا ہے اگر اس کا تخیل یہ ہے کہ صاحب قبر ایسے نور مجسم تھے کہ باوجود کفن کے بھی اس میں عریانی تھی تب بھی توہین ہے اگر سرے سے صاحب قبر کو بنی نوع انسان سے نکال کر کوئی اور مخلوق میں شامل کرتا ہے مثلاً ملک جن وغیرہ تو یہ بھی سراسر

جھوٹ ہے اور یہ بھی ولی کی توہین ہے کیوں کہ ساری مخلوق سے انسان برتر ہے ولقد کرمنا بنی آدم
یہ تو انسان بھی نہیں مانتا، بہر حال جو تخیل بھی لیا جائے بندہ کی سمجھ میں تو صاحب قبر کی توہین ہے اور
بے ادبی ہے باقی یہاں نور سے مراد نور ولایت لیا جائے تو پھر عریانی کا مطلب نہیں بنتا یا کہ نور سے
مراد ولی منور لیا جائے تو پھر شاعر کا یہ تخیل نہیں ہے کیوں کہ وہ ممدوح کی مدح میں نور مجسم کا لفظ استعمال
اس کا جسم مراد لیا ہے ۔کہ جسم اس کا نور ہے بہر حال شرع شریف میں ایسا شعر جو کہ اصل کے خلاف ہو
کہنا گناہ ہے اور بے ادبی ہے ۔ کتبہ محمد حسن غفرلہ مدرس مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ منظر گڑھ

مفتی سید احمد بخاری ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مفتی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ محمود آلوسیؒ نے

سورۃ نساء کی آیت "لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم" کی تفسیر کرتے ہوئے
روح المعانی میں لکھا ہے کہ شیخ ولی الدینؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بشر ہونے کا عقیدہ اور آپ کے
عربی ہونے کا علم ایمان کے لیے شرط ہے ۔ اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین مانتا ہوں لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشر ہیں یا فرشتے عربی ہیں تو ایسے شخص کے کفر میں
شک نہیں اس نے قرآن کو جھٹلایا اور اجماعی قطعی عقیدہ کا انکار کیا اس میں کسی کا اختلاف نہیں اگر
ایک غبی ان پڑھ اس بات کو نہیں جانتا ہو تو اس کو سمجھانا واجب ہے اگر اس کے بعد بھی نہ مانے تو
پھر اس پر کفر کا حکم صادر کریں گے ۔ اس شعر میں اگر بشریت کا انکار ہے جیسے کہ بظاہر معلوم ہوتا
ہے تو آپ کی شان میں گستاخی کے مترادف ہے اور بشریت کے انکار سے کفر صریح لازم
آتا ہے ۔

اور اگر صفات نورانی مراد ہیں تو بھی شبہ کفر کی وجہ سے ایسا شعر کہنا حرام

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد یٰسین عفی عنہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ۲ م ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

(۷)

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اسکی نادانی

(مرثیہ گنگوہی ص۱۱)

مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے مفتی عبد الرشید صاحب اس شعر کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

الفاظ مذکورہ ظاہراپنے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں کیوں کہ الفاظ مذکورہ میں سے زیادہ الفاظ بدون تاویل صادق نہیں ہیں اور ایہام خلاف مقصود کا ان میں موجود ہے نیز اطراء فی المدح ہے۔ فلہذا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب

عبد الرشید مفتی دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

(۸)

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

لہ ہم نے صرف یہ شعر لکھ کر بھیجا تھا کہ یہ شعر از روئے شریعت کیسا ہے تو مفتی صاحب نے سمجھا کہ یہ شعر حضور علیہ السلام کے متعلق ہے۔ تب انہوں نے یہ فتویٰ دیا۔ لیکن مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ شعر تو مولوی محمود الحسن نے رشید احمد گنگوہی کی شان میں کہا ہے۔ اب مفتی صاحب کا فتوے کے متعلق کیا خیال ہے۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کے مفتی ولی حسن صاحب کہتے ہیں کہ۔۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کسی بھی شخص کی وفات کے مشابہ نہیں ہو سکتی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " لن یصاب احد بمثلی " یعنی امت کو میری کی طرح کسی کی وفات کا صدمہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پہلا مصرعہ شرعاً غلط اور کذب ہے۔ دوسرا مصرعہ مبالغہ سے خالی نہیں

فقط واللہ اعلم   ولی حسن دار الافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی

(۹)

رہے منہ آپ کی جانب تو قبلہ ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

(مرثیہ گنگوہی ص۔)

دار العلوم محمدیہ (دینی) ڈیرہ غازیخان کے مفتی عبد الرحیم صاحب نظامی اس شعر کے متعلق کہتے ہیں کہ ایسا کہنا بالکل حرام ہے بلکہ اگر اس شاعر کا عقیدہ بھی یہی ہے تو اس کو ایسے کلمات دوبارہ کہنے سے توبہ کرنی ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ کلمات قریب الی الکفر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

فقط والسلام   ابو القاسم عبد الرحیم نظامی بقلم خود مدرس دار العلوم محمدیہ سوری اللہ ضلع ڈیرہ غازیخان

جامعہ عثمانیہ گوجرانوالہ کے مفتی نذیر احمد صاحب اسی شعر کے بارے میں کہتے کہ مذکورہ بالا شعر میں صاحبِ قبر کو دینی اور ایمانی قبلہ و کعبہ کہا گیا ہے اگر اس سے شاعر کی مراد یہ ہے کہ صاحبِ قبر دینی اور ایمانی امور میں آخری سند ہیں تو یہ بالکل غلط اور ناجائز ہے کیوں کہ یہ حیثیت صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے اور اگر صرف عزت و احترام مراد ہے تو پھر بھی

ایسے اشعار ناپسندیدہ ہیں کیوں کہ اس میں صاحبِ قبر کو ایسے القاب دیئے گئے ہیں جو حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہونے چاہئیں۔ واللہ اعلم

نذیر احمد غفرلہٗ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ ۱۲/۱۲/۹۳ء ۱۰/۱۱/۹۳ء

(۱۰)

؎ تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ گنگوہی ص۱۱)

جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور کے مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب اس شعر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ چونکہ لفظ "ارنی" جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اللہ تعالےٰ سے اپنے دکھانے کی درخواست تھی جس کا جواب نفی میں ملا تھا طور سے تشبیہ دینا اللہ تعالےٰ کی تجلی گاہ سے تشبیہ دینا ہے، یہ حق تعالےٰ کے جلوہ کی بے حرمتی ہے دوسرے "ارنی" کا سوال صاحبِ قبر سے نہیں خود اللہ تعالےٰ سے بھی ہو تو درست نہیں جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نفی میں جواب ملا ہے اس لیے یہ گناہ ہے ان سے بچنا چاہیئے۔

جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن ۱۲ شوال ۹۳ھ

مدرسہ مخزن العلوم خانپور

کے مفتی محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس قسم کے اشعار قبر پر پڑھنا خلاف ادب ہے اور خلاف طریقہ سنت زیارت قبور ہے

عام طور پر اس قسم کے اشعار ریاکاری اور بغیر خلوص کے دنیاوی اغراض کی وجہ سے پڑھے جاتے ہیں بعض حسد وخوشامد کی بنا پر۔ اس لیے منع دنا جائز ہیں ان امور کی وجہ سے اور مزید وجہ منع یہ بھی ہے جو اوصاف کسی میں نہ ہوں ان سے تعریف ممنوع ہے اور اہل قبر سے خطاب کرنا بغیر السلام علیکم یا اہل القبور الخ ٹھیک نہیں بلکہ مزید اس میں تشبیہ قبر کو طور سے اور صاحب قبر کی دیدار کو اللہ تعالیٰ کی دیدار سے تشبیہ لازم ہے۔ اور صاحب کو اللہ سے تشبیہ آتا ہے یہ شعر تما جائز نہیں کیوں کہ آیت قرآنی ہے "لیس کمثلہ شیٔ" بلکہ شبہ کفر ہے۔ العیاذ باللہ بلکہ قائل کو اس سے توبہ کرنا چاہیئے۔ تحریر کنندہ محمد ابراہیم عفی عنہ از مخزن العلوم خانپور عیدگاہ ضلع رحیم یار خاں یکم ذیقعدہ ۹۳ھ

(۱۱)

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ... ے

اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی صـ۲۱)

جامعہ مدنیہ کیمبل پور سے قاضی محمد زاہد الحسینی لکھتے ہیں:-

کہ ایسا عقیدہ نص قرآن مجید کے سراسر خلاف ہے۔ ان الحکم الا للہ، ولہ الحکم، الا لہ الخلق والامر، وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ کی آیت قرآنیہ سے بالکل واضح ہے کہ حکم، صرف اللہ تعالیٰ کا ہی چلتا ہے۔ اس عقیدے سے توبہ کرنی چاہیئے۔ واللہ الموافق

قاضی محمد زاہد الحسینی جامعہ مدنیہ کیمبل پور ۳ ذیقعدہ ۹۳ھ ۲۹ نومبر ۷۳ء

دار العلوم کراچی کے مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

حکم کی صفت اس شعر میں بیان کی گئی ہے وہ صرف خدا تعالےٰ کے حکم پر صادق آتی ہے کسی اور کے حکم کی یہ صفت بیان کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہٗ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴/۱۲/۹۳ھ

(۱۲)

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم (مرثیہ ص۲۲)

دار العلوم تعلیم القرآن کوہاٹ سے مفتی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ صاحبِ قبر کے حق میں ایسا کہنا ناجائز ہے کیوں کہ یہ شعر موہم غلطی ہے موت اور حیات خداوند تعالےٰ کا فعل ہے خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم الآیۃ سورۃ تبارک الذی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ خداوند تعالےٰ نے دیا تھا کسی بزرگ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت کرنا درست نہیں، خداوند تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ احیاء موتیٰ کے فعل کو ظاہر کرتے تھے واذ تحی الموتیٰ باذنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فعل نہیں تھا۔ دوسرے شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب بنایا ہے حاضر ناظر صرف خداوند تعالےٰ ہے شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جیسے عیسائی تین خدا مانتے ہیں۔ اور ایک شرک فی الصفت کہ کسی بندے کو خدا کی طرح صفت ماننے قدرت میں یا دیکھنے میں یا سننے میں یعنی جس طرح خدا ہر چیز پر قادر ہے اسی طرح یہ بزرگ ہر چیز پہ قادر ہے یا جیسا خدا دور نزدیک سنتا، دیکھتا ہے ویسا بزرگ بھی ہے یہ شرک فی الصفت ہے اگرچہ اس شعر کا معنی تاویل سے صحیح ہو سکتا ہے مگر ظاہر معنی فاسد اور باطل ہیں۔ فقط مفتی محمد یوسف دار العلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ شہر ۲/۱۲/۹۳ھ

دارالعلوم شبیریہ ضلع سرگودھا

کے مولوی محمد سعید اس شعر کے بارے میں لکھتے ہیں، کہ احیاء موتیٰ کا معجزہ برحق ہے مگر باذن اللہ کے ساتھ مشروط ہے مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو مرنے نہ دینا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا خصوصاً اس شعر میں ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم پیغمبر ہیں ان سے برتری کا ایہام ہے اس واسطے یہ شعر کہنا مُرشد کی طرف نسبت کرنا ناجائز اور موہم شرک ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب ۲۹

محمد سعید مہتمم مدرسہ شبیریہ میانی تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا۔

دارالعلوم عرفانیہ ریاست دیر

سے مولوی محمد عرفان صاحب لکھتے ہیں کہ یہ کہنا صاحب قبر کے لیے جائز نہیں ہے کیوں کہ زندوں کو مرنے تک رسائی اور مردوں کو زندہ کرنا یہ دونوں خدا کے فعل خاص ہیں اس میں کسی اور کی شرکت نہیں ہے۔ اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جزوی طور پر خدا تعالیٰ نے معجزہ دیا تھا یعنی خدا تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر معجزہ کے طور پر اپنا فعل جاری کیا ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے فعل بھی نہیں اس لیے یہ کہنا بغیر اتاویل شرک اور کفر ہے۔ فقط

(مولوی) محمد عرفان بانی و مہتمم دارالعلوم عرفانیہ دیر ضلع دیر ۹

دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

کے مفتی عبدالرشید صاحب کہتے ہیں کہ یہ شعر اپنے ظاہری مضمون کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے

کیوں کہ اس میں معروف اور ظاہر کے اعتبار سے احیاء کی نسبت غیر اللہ کی طرف پائی گئی ہے اور بدون
تاویل یہ شرک ہے نیز اس میں ملا کا تقابل ساتھ نبی کے کیا گیا ہو اور یہ بھی درست نہیں اور اس میں توہین
نبوت ہے۔ اشتراک سے بچنے کے لیے احیاء کو اپنے ظاہری اور معروف معنی سے پھیر بھی لیا جائے
تو بھی ایہام اشتراک اور توہین باقی رہتے ہیں لہٰذا ایسا کہنا درست نہیں قرآن حکیم میں ہے " لا تقولوا راعنا
" الخ اور حدیث شریف میں ہے کہ مشتبہ امور سے بچنا چاہیے فقہاء کرام نے بھی موہمات سے بچنے کا
امر فرمایا ہے لہٰذا یہ شعر مجالس میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۹ شوال ۱۳۹۲ھ

مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند دن ہوئے یہاں ایک عرس ہوا اس میں ایک نعت
خواں نے یہ شعر کہا ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے اجمیر کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

کیا ایسا کہنا درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: اگرچہ یہ شعر تاویل کا متحمل ہے اور اس کے قائل پر تکفیر کا فتوے نہیں لگایا جا

ؔ اگر شعر میں اجمیر کی جگہ گنگوہ کہا ہوتا تو فتوے کا جواب یک نہ آتا۔ مرتب کے اصل شعر میں اجمیر کی جگہ گنگوہ ہے

تاہم اس غلط فہمی اور سوء ادبی ضرور مفہوم ہوتی ہے لہٰذا اس قسم کے اشعار سے احتراز ضروری ہے۔

فقط واللہ اعلم فقط محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲ / ۱ / ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ مدرسہ خیر المدارس ملتان

مدرسہ مظہر العلوم سکھر سندھ

کے مفتی صاحب لکھتے ہیں ایسا کہنا درست نہیں ہے کیوں کہ اس شعر میں کعبہ پر اجمیر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے جو صریح کفر ہے لیکن فتوے کفر میں احتیاط ہے اس لیے قائل کی نیت معلوم کیے بغیر کفر کا فتوے نہیں دیا جا سکتا ہے۔

محمد مراد ہالیجوی مدرسہ مظہر العلوم منزل گاہ سکھر

اصل شعر ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی ص۹ از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

ناظرین کرام!

بھانت بھانت کی بولیاں ملاحظہ فرمالیں، یہ وہ اونٹ ہے جس کا کوئی کل سیدھا نہیں کوئی تو مولوی محمود الحسن سابق صدر مدرس دار العلوم دیو بند کو جاہل کہہ رہا ہے کوئی کافر ومشرک کوئی گنہگار کہہ رہا ہے غرضیکہ ان کے یہاں فتوے نویسی کا معیار ہی نہیں اور یہ سارے فتوے اس بنیاد پر ہیں کہ کسی کو بھی اس کی خبر نہیں کہ تیر کے نشانے پر کون ہے اگر یہ معلوم ہوتا کہ جناب شیخ الہند صاحب کا شعر ہے تو پھر ان شعروں میں وہ وہ گوشے نکالے جاتے کہ عالمگیری و شامی کے بجائے دیوان غالب و دیوان ذوق کے صفحات اُلٹے جاتے اور اُردو شاعری میں

ان شعروں کو ایک نئے مفہوم کا اضافہ کیا جاتا! عجیب بات ہے کہ کفر و شرک کے فتاوے خود مدارس مسلک دیوبند سے دیے جائیں اور بدنام اہل سنت کو کیا جائے آج بلند بانگ نعروں سے یہ کہا جاتا ہے، کہ کافر کو کافر نہ کہو حالانکہ یہ کہہ کر خود ان بدولتوں نے کافر کہہ دیا یعنی کافر تو ہے مگر کافر مت کہو۔

؎ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

آخر میں مرثیے کے متعلق ایک فتوے ملاحظہ فرمائیے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بزرگ کے متعلق مرثیہ لکھنا اور پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خلافِ شرع اشعار پڑھنا تو جائز نہیں خواہ مرثیہ کے ہوں یا غیر مرثیہ کے، اور خلافِ شرع نہ ہوں تو جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۹۶/۱/۲ھ

اب ناظرین انصاف کریں کہ مفتیان دیوبند نے مرثیہ گنگوہی کے شعروں کو خلافِ شرع قرار دیا ہے یا نہیں، تمام فتووں میں لکھا ہے کہ ایسے کلمات نہیں کہنے چاہئیں، یہ حدودِ شرعیہ سے متجاوز ہیں ان سے توبہ کرنی چاہیے۔

نوٹ

جن مفتیوں نے یہ فتوے دیے ہیں ہم ان کی زندگی میں شائع کر رہے ہیں تاکہ وہ اس کو پڑھ لیں اور انکار نہ کر سکیں۔ جس شخص کا دل چاہے جس وقت چاہے آکر فتوے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ قلمی فتوے ہمارے پاس موجود و محفوظ ہیں۔ فقط

اسعد نظامی غفرلہٗ

خوش خبری

دور صحابہ و تابعین میں ایصال ثواب کے رائج طریقوں' فاتحہ و نیاز'
قبروں کو بوسہ دینے اور عرس کی تقریبات کے موضوع پر کتاب مسمی

نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال الثواب

مولفہ

خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ امام العصر حضرت ملک العلماء
تاج العرفاء سید محمد ظفرالدین قادری رضوی بہاری رحمتہ اللہ علیہ

عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے